تلخیص و ترجمہ

سیلا نپاء

فنلینڈ کا مشہور ادیب جسے ۱۹۴۰ء میں نوبل پرائز ملا

۱۹۴۰ء میں ادبی مقابلہ کا سب سے بڑا انعام فنلینڈ کے مشہور ادیب سیلا نپاء کو ملا ہے۔ الهلال مصر نے اس کے مختصر حالاتِ زندگی شائع کئے ہیں، ذیل میں اُس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

سیلا نپا ۱۸۸۸ء میں ریف کے ایک بہت ہی غریب گھرانے میں پیدا ہوا بچپن کا دور اور جوانی کا ابتدائی زمانہ جنگلوں میں اور سمندروں کے کناروں پر گذارا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سیلا نپا کو ادب کا شوق بغیر کسی اُستاد کی تحریک و ترغیب کے خود ہی ہوا، اور اُس نے شب و روز ان کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا۔ لیکن یہ جو کچھ پڑھتا تھا، اُس پر تنہائی میں بیٹھ کر خوب غور و خوض کرتا تھا۔ اس طرح اُس کی فکر ادبی ایک مستقل صورت اختیار کرتی رہی، سیلا نپا نے متعدد ناول تصنیف کیے ہیں۔ اس کا پہلا ناول ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا، جس کا نام "زندگی اور آفتاب" تھا۔ اس کے بعد کئی ایک اور ناول بھی شائع ہوئے جن میں زیادہ مشہور "میرا وطنِ عزیز" اور "وہ جو زمین پر زندگی بسر کرتے ہیں" اور "اقرار" ہیں لیکن اس کا ادبی شاہکار جس پر اُسے نوبل پرائز ملا ہے، ایک ناول ہے جس کا نام "بچپن میں مرنے والی" ہے۔ اس قصّہ کا مختصر پلاٹ یہ ہے:-

"ریف کی ایک نوجوان لڑکی ہے جس کا نشوونما عیش و عشرت اور بڑی راحت و آسائش کی فضا میں ہوتا ہے۔ مگر تقدیرِ الٰہی! کہ ابھی اُس کا عہدِ شباب ابتدائی منزل میں ہی ہے کہ اس کے ماں باپ دونوں

کا انتقال ہوجاتا ہے۔ ان کے پاس جو کچھ جائداد وغیرہ تھی وہ پہلے ہی فروخت ہو چکی تھی۔ اب یہ غریب لڑکی دنیا میں فقر و افلاس کی مصیبت برداشت کرنے کے لیے یکہ و تنہا رہ جاتی ہے۔ معاش پیدا کرنے کے لیے مجبوراً اُسے ایک کھیت میں کام کرنا پڑتا ہے، لیکن چونکہ تھی خوبصورت اس لیے گاؤں کے متعدد نوجوان اس پر ڈورے ڈالتے ہیں، لیکن یہ اُن میں سے کسی ایک کو بھی نظر میں نہیں لاتی، پھر خود بخود یہ ایک نوجوان سے محبت کرنے لگتی ہے، جو اسی کا ہم عمر ہے، اور ہم مذاق بھی۔ یہ دونوں کچھ دنوں ساتھ رہ کر لطف و مسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ چرخ ستمگار کو اُن کا یہ عیش کھٹکتا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں روس کی فوجیں فنلینڈ پر حملہ کرتی ہیں۔ اور ان دونوں میں جُدائی ہوجاتی ہے۔ نوجوان لڑکی غریب ہے لیکن قومی حمیت و غیرت کا خون اُس کی رگوں میں جوش مار رہا ہے، وہ اپنے محبوب نوجوان کو وطن عزیز کی مدافعت کے لیے فوجی خدمت کے واسطے بھیجتی ہے۔ جہاں اُس کو شدید ضربات پہنچتی ہیں اور ایک ہاتھ کٹ جاتا ہے۔ اس موقع پر سیلانپا کے قلم میں غیر معمولی روانی پیدا ہوگئی ہے اور اُس نے فنلینڈ کے وطن پروروں کے بہادرانہ کارناموں کو بہت زور شور سے بیان کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں اُس نے لکھا ہے کہ ناول کی ہیروئین اس نوجوان لڑکی نے ایک موقعہ پر بڑی بہادری سے فنلینڈ کے دو فوجیوں کی جان بچائی جبکہ وہ روسی درندوں کے پنجۂ ظلم میں گرفتار ہونے کے بالکل قریب تھے۔ ان واقعات کے بعد یہ لڑکی سخت بیمار ہو کر ایک شفاخانہ میں منتقل ہوجاتی ہے، جہاں روز بروز اس کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے، وہ سوکھ کر کانٹا ہوگئی ہے اور اُس کا تمام جسم ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک دن اُس کو یکایک اپنا محبوب نوجوان شفاخانہ کے صحن میں گشت کرتا ہوا نظر آتا ہے، وہ اس وقت اپنے دل میں غیر معمولی مسرت و شادمانی کا جوش محسوس کرتی ہے، لیکن اُس کے جسم کی ناتوانی خوشی کے بارِ گراں کی حریف نہیں بن سکتی، اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی عالم کشمکش میں اُس کی روح کا طائر قفسِ جسم سے پرواز کر جاتا ہے۔"

یہ اُس کہانی کا خلاصہ ہے جس کو سیلانپا نے بڑی خوبی اور نہایت موثر پیرایہ میں بیان کیا ہے

اور جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فنلینڈ کا ایک ایک فرد، مرد ہو یا عورت حُب وطن و قوم کے جذبہ سے سرشار ہے، اور ان کی بہادری محض اپنی حفاظت کے لیے ہے وہ کسی شخص یا کسی قوم کے حقوق کو سلب و غصب کرنے کے لیے اُس کو استعمال کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ سیلا بنا اور دوسرے ادبا رِ روزگار میں طرزِ تخیل کے لحاظ سے جو ایک نمایاں فرق ہے وہ یہ ہے کہ سیلا بنا اپنے افسانوں کی بنیاد اُن لوگوں پر رکھتا ہے جو معمولی حیثیت کے انسان ہوتے ہیں، اور جن کے احساسات و جذبات میں کوئی ندرت نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ عام قومی خصوصیات، اور قومی حیات کی مصوری کرتا ہے۔ ہمارے عہد کے ادیبوں کا یہ عام دستور ہے کہ وہ اپنی کہانیوں کا ہیرو کسی ایسے شخص کو بناتے ہیں جو فکر و عمل کے اعتبار سے غیر معمولی حیثیت کا انسان ہو اور جس کی زندگی ابنار روزگار میں نمایاں امتیاز رکھتی ہو۔ ان کے برخلاف سیلا بنا چھوٹے چھوٹے گاؤں میں چکر لگاتا ہے۔ اور وہاں کے معمولی لوگوں میں سے ہی اپنے ناول کا ہیرو بنانے کے لیے کسی ایک کا انتخاب کرلیتا ہے۔ البتہ سیلا بنا کے طرزِ تحریر میں ایک نقص ہے اور غالباً فنلینڈ اور دوسرے شمالی حصّوں کا کوئی ادیب بھی اس سے محفوظ نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ سیلا بنا کی تحریر میں غیر ضروری طوالت پائی جاتی ہے، جس سے بعض اوقات پڑھنے والے اُکتا جاتے ہیں۔

سیلا بنا فنلینڈ کا پہلا ادیب ہے جو نوبل پرائز کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ اُس کا یہ کارنامہ اس لحاظ سے بہت زیادہ قابلِ قدر ہے کہ فنلینڈ کے ادب کی عمر بہت ہی تھوڑی ہے۔ فنلینڈ کا سب سے بڑا شاعر "رونبرگ" سمجھا جاتا ہے، جو گذشتہ صدی کے ایک ثلث تک زندہ رہا، لیکن اس کی تمام نظمیں فنلینڈ کی زبان میں نہیں، بلکہ سویڈن کی زبان میں ہیں۔ بارہویں صدی عیسوی سے فنلینڈ میں سویڈن کی زبان ہی کو اہمیت حاصل تھی، اور اس بناء پر جن لوگوں نے ادب کی تاریخ قلمبند کی ہے اُنھوں نے ادباءِ فنلینڈ کے نتائجِ افکار، اور اُن کی ادبی کاوشوں کو سویڈن کے ادب کا ہی ایک جزء تسلیم کیا ہے۔ ۱۸۰۹ء میں جب روس نے فنلینڈ پر قبضہ کیا اور یہاں اُس نے اپنا لٹریچر اور کلچر پھیلانا شروع

کیا۔ تو فنلینڈ کے لوگوں میں قومی عصبیت کا احساس بیدار ہوگیا۔ اور اب اُنہوں نے اپنے بزرگوں کے شاندار کارنامے، اور خود اپنے افکار کو اپنی ہی زبان میں بیان کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ اس سلسلہ میں غالباً "لیلیاس لونروٹ" پہلا شخص ہے جس نے فن لینڈ کے عام گیتوں اور نغموں کو ایک مجموعہ کی شکل میں بصورت افسانہ شائع کیا۔ اور اس طرح فنلینڈ کی زبان تدوین و تحریر کے میدان میں پہلی مرتبہ روشناس ہوئی۔ لونروٹ کے بعد "جون لوڈ ویگ رونبرگ" کا دور آیا۔ جو ۱۸۰۴ء میں پیدا ہوا، اور ۱۸۷۷ء میں انتقال کرگیا۔ اُس نے نہایت مؤثر نظمیں اور قومی گیت لکھے۔ جنہوں نے اہل فنلینڈ میں قومی جوش و خروش کی ایک آگ سی لگادی مگر یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اُس نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے فنلینڈ کی مقامی زبان کو اختیار نہیں کیا بلکہ اُس نے جو کچھ لکھا سویڈن کی زبان میں لکھا۔

فن لینڈ کی زبان کو ادبی حیثیت گذشتہ صدی کے اواخر میں حاصل ہوئی ہے۔ جبکہ مشہور شاعر و موسیقار اینو لینو (۱۸۷۸ء-۱۹۲۶ء) نے اپنے نغمات اور اشعار سے اس زبان کو مالا مال کر دیا۔ اینو لینو کے نقش قدم پر ادیبوں کی دوسری جماعتیں بھی چلیں۔ جنہوں نے ٹالسٹائی اور زولا کو اپنے سامنے رکھ کر وطن کی اجتماعی و قومی مشکلات افسانوں کی شکل میں حل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ۱۹۱۸ء میں فنلینڈ کے ادب نے ترقی کی غیر معمولی شکل اختیار کرلی۔ اور اس دور میں کثرت سے ایسے ادیب مرد اور خواتین پیدا ہوئیں جنہوں نے فن لینڈ کی زبان کا پایہ ادبی زبانوں کی صف میں پہلے سے بہت بلند کر دیا بیلابنا ان سب ادیبوں کا سرخیل ہے۔ یہ بہترین افسانہ نگار اور ڈرامہ نویس ہے۔ اور قومی خصائص کے بیان کرنے میں اُسے خاص ملکہ حاصل ہے۔